Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com

ناولٹ

میرے چارہ گر

عالیہ حرا

"تو تمہیں اس رشتے پر بھی اعتراض ہے سندس......؟" لاؤنج میں آکر وہ صوفے پر اس کے سامنے بیٹھی اور مطلب کی بات کی۔

"ہاں ارم......" سندس نے اطمینان سے میگزین کی ورق گردانی کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں......؟" ارم نے تیکھے ابرو سے اسے دیکھا۔

"وہی......جواب...... مستقل مزاجی والا۔"

"کیا......؟" ارم نے لفظوں کو چباڈالا۔

www.urdupalace.com

''میں ایک اچھی بہو، ایک اچھی بیوی نہیں بن سکتی۔''

''جب بہو اور بیوی کا رتبہ ملتا ہے تو خود بخود برتنا بھی آ جاتا ہے۔ تم قبل از وقت کی قیاس آرائیاں بند کرو اور سیدھی طرح سے ہاں کہو۔''

''زبردستی ہے کیا......؟'' اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

''ہاں...... پھوپی جان بھی چاہ رہی ہیں کہ تمہاری شادی ہو جائے۔ وہ جلد ہی تمہاری شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہتی ہیں، تمہیں ان کی طبیعت، ان کی حالت کا علم تو ہے۔''

''ہاں!'' سندس نے میگزین کے آخری صفحے پر نگاہ ڈال کر بند کر دیا۔

''میں بھی سوچ رہی ہوں کہ پھپو کو اپنی ذمے داریوں سے فارغ ہی کر دوں۔''

''سچ!'' ارم کا چہرہ کھل اٹھا۔ ''پھر تم شادی پر راضی ہو؟''

''میں نے یہ کب کہا......؟'' وہ سنجیدگی سے بولی۔

''پھر......!'' ارم کے چہرے پر کھلی مسرت کی کلیاں مرجھانے لگیں۔

''پھر یہ کہ پھپو کا معاشی بوجھ کم ہو گا تو مجھے جاب کر لینی چاہیے اور کہیں ہاسٹل میں شفٹ ہو جانا چاہیے۔''

''تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے...... پھپو کو وقت سے پہلے کرنا ہے کیا؟''

سندس اس کی شکل دیکھنے لگی۔

''ایک اچھا شخص تمہارا منتظر ہے، زیادہ بڑی فیملی بھی نہیں ہے، میرے خیال میں تمہارے لیے ایک بہترین گھر ہو گا۔''

''مگر میں ایک بہترین گھر کی بنیاد نہیں رکھ سکتی، میری بنیادیں بہت کمزور ہیں ارم......'' اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ ''اور شادی میری ضرورت ہے نہ وہ اہم ہے میرے لیے۔''

''ایک لڑکی کے لیے ہر حال میں شادی ضروری ہے سندس، مرد کا ساتھ اسے مضبوط اور مربوط بنا دیتا ہے۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ محبت اِک نکھار پیدا کر دیتی ہے۔ اب تم ماضی میں نہیں حال میں جیو۔''

''ہونہہ......'' سندس تلخی سے ہنس دی۔ ''میرا ماضی ہی تو میرا مستقبل ہے، ارم تم کیا جانو میں کس طرح جیتی ہوں۔''

''پھپو کو اور دکھ مت دو سندس...... ہاں کہہ دو۔''

ارم نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔''

''مگر یہ اپنے اماں، ابا کو لیے بیٹھی ہے اسے کیا معلوم کہ ہم اس کے لیے کیا سوچتے ہیں؟'' لاٹھی کے سہارے چلتی پھپو اندر آ گئیں تو وہ دونوں چونک گئیں۔ ان کی سانس پھول رہی تھی۔ شاید ان کی سانس کی تکلیف بڑھ رہی تھی انہیں ان ہیلر کی ضرورت تھی۔

''پھپو آپ ٹھیک ہیں، میں لاؤں پف''، سندس بے چین ہوئی۔

''پھپو دوا لی......؟'' ارم بھی اٹھ گئی۔

''ہاں، میں نے لے لی ہے۔ بس یہاں تک آنے میں یہ حال ہو گیا۔'' انہوں نے گہری سانس لی۔

''پھپو ہمیں بلوا لیتیں ناں......'' دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

''میں نے یہاں آ کر برا کیا...... کیا؟'' انہیں برا لگ گیا۔

''نہ نہیں...... تو پھپو......'' دونوں گڑبڑا گئیں۔

راحت جہاں ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

''میں نے سوچا کہ میں خود جا کر ہی بی بی رانو کی مرضی پوچھ لوں۔'' سندس نے سر جھکا لیا۔ ایک ناخن سے دوسرا ناخن کترنے لگی۔

''مجھے یہ رشتہ بہت پسند آیا ہے، ریحان سلجھا ہوا لڑکا ہے، کم لوگ ہیں، ماں، باپ زیادہ تر دوسرے بچوں کے ساتھ رہتے ہیں، کینیڈا، امریکا، جرمنی......''

سندس کا دل ہتھیلیوں سے کوئی مسلنے لگا۔

''تمہارے لیے ایسا گھر ہی مناسب رہے گا۔''

دل پر اوس کی بوندیں گرنے لگیں۔

''تیری طبیعت ایسی ضدی ہے کہ خاندان

www.urdupalace.com

میں کوئی تجھے بہو بنانے کو تیار نہیں۔ کسی لڑکے میں ہمت نہیں کہ تجھے گھاس ڈالے۔ حالانکہ میری کتنی مرضی تھی کہ تو آیان کی دلہن بنے، تجھے بلقیس جہاں اپنی بہو بنالے۔'' بات کرتے، کرتے وہ رکیں۔ سندس وہیں فرش پر دوزانو بیٹھ گئی۔

''مگر تیری زبان، ہٹ دھرمی، مرد مار طبیعت نے تجھے کہیں کا نہیں رکھا...... میرے بھروسے پر اب مت رہ...... میں آج مری کل دوسرا دن۔''

''اللہ نہ کرے پھپو......'' سندس نے دہل کر ان کا ہاتھ پکڑا اور چوم لیا۔ ''میری عمر بھی آپ کو لگ جائے...... اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔'' اس نے ان کے گھٹنوں پر سر رکھ لیا۔

''موت برحق ہے سندس...... مرنا سب نے ہے۔''

ارم محبت سے پھپو کے بال سنوارنے لگی۔

''ارم کھڑکیاں کھول بچے، تازہ ہوا اندر آئے۔''

''جی پھپو......'' ارم اٹھ گئی۔

راحت جہاں دھیرے، دھیرے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

''اب یا بعد میں یا وقت گزرنے کے بعد ہونا یہی ہے۔ شادی بھی موت کی طرح برحق ہے، تمہیں اپنی عادتیں بدلنا ہوں گی۔''

''پھپو......!'' سندس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

''کیوں، یہ فیصلہ بہت ضروری ہے کیا؟''

''ہاں بہت ضروری میری زندگی کے لیے تاکہ میں آرام سے مر سکوں، بیٹی بنا کر لائی تھی جب تو چھ سال کی تھی۔ اور تیرا باپ تجھے چھوڑ گیا تھا اور طلاق کے بعد تیری ماں فردوس نے دوسری شادی کر لی تھی۔'' پھپو نے ایک دفعہ پھر اسے ماضی یاد دلایا۔

''تیری شادی بھی مجھے ہی کرنی ہے۔''

''میں بھی یہی بات اسے سمجھا رہی ہوں مگر یہ ہے کہ مان کر ہی نہیں دے رہی۔'' ارم نے پلٹ کر کہا۔

سندس نے پھپو کی گود میں منہ چھپا لیا۔

''مائی نی میں کنوں آکھاں......'' آنکھ بھر آئی۔

''میرا درد نہ جانے کوئی......'' دل میں آکاس بیل پر اوس کی بوندیں گرنے لگیں۔ اسے اب فیصلہ کرنا تھا۔ مگر شادی کے نام پر اسے جھرجھری سی آجاتی تھی۔ اپنے ماں، باپ کا ٹوٹا ہوا رشتہ اس کے فیصلے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ والدین کے رشتے کی ناکامی نے اسے عدم تحفظ کا شکار کر دیا تھا۔ اس کے اندر خوف، دہشت، اندیشے، محرومی براجمان تھے۔ سندس کی زندگی میں شادی کی گنجائش تھی نہ اہمیت...... مرد ذات پر اعتماد تھا نہ اس نام کا تحفظ...... وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنی ماں جیسی زندگی گزارے...... اور اس کی آنے والی نسل اس جیسی زندگی گزارے...... اپنی زندگی کو محرومیوں سے بچانے کے لیے یہ بہت ضروری تھا۔ اور یہ جب ممکن ہوتا جب وہ شادی ہی نہ کرتی۔ اس نے اپنی زندگی میں کوئی آئیڈیل نہیں بنایا۔ اس کی زندگی میں کوئی مرد نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس نے اس کی گنجائش ہی نہیں رکھی تھی۔

اس کی طبیعت میں ایک تلخی تھی، نیچر میں خود سری، لہجے میں تناؤ، پیشانی پر تیکھی لکیریں، لباس اس کا ہمیشہ کا وَ بوائے جیسے ہوتا۔ جینز، کُرتہ، گلے میں اسکارف یا مفلر...... اس کی دوستیاں بھی لڑکوں سے تھیں۔ کھیل بھی لڑکوں والے تھے۔ خود کو آئیڈیل بنانے والے ہر لڑکے کا مذاق اڑایا تھا۔

خاندان میں کسی لڑکے کو اس سوچ کے قابل نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اس سے شادی کرتا یا ان کی مائیں اس سے رشتہ جوڑتیں۔

راحت جہاں نے اس کے لیے باہر رشتے دیکھنا شروع کر دیے تھے۔ جنہیں وہ بڑی خوب صورتی سے ریجیکٹ کر رہی تھی۔ لیکن اس آخری آنے والے رشتے کی مستقل مزاجی نے اسے بھی ہرا دیا تھا۔

یہ رشتہ اس کے لیے تیسری بار آیا تھا۔ موصوف اور موصوف کی والدہ صاحبہ کو اس میں جانے کیا نظر آیا تھا کہ دہلیز ہی پکڑ لی تھی اور پھپو کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ ہر صورت یہ رشتہ کروا کر ہی رہیں گی۔ حالانکہ اس

www.urdupalace.com

میں گھر بسانے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس کے اندر لڑکیوں والے طور طریقے نہیں تھے۔ ان صلاحیتوں کو اس نے اجاگر ہی نہیں کیا تھا جو اسے گھریلو وصف اختیار کرنے دیتیں۔ خاندان والے یہ سب جانتے تھے۔

راحت جہاں کو یہ رشتہ دل و جان سے پسند تھا اور اسے بھی کوئی فیصلہ کرنا تھا۔ ہاسٹل کی زندگی اسے کوئی بھی گزارنے نہیں دیتا۔ رات گئے تک سندس جاگتی رہی، اس کا انکار انہیں ہرٹ کرتا...... ارم کا سمجھانا بیکار تھا۔ اس نے ''ریحان'' سے مل کر انکار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔

☆☆☆

اس نے ریحان کو اپنے انسٹی ٹیوٹ میں ہی بلوالیا تھا۔ جہاں وہ وقتی طور پر ٹیچنگ کررہی تھی...... اب وہ درخت سے ٹیک لگائے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اس تناؤ سے چہرے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

''میرے خیال میں ہم پوائنٹ کی بات کرلیں۔ میں آپ کے ساتھ شادی نہیں کرسکتی...... آپ انکار کردیں، میری زندگی آسان ہوجائے گی۔'' اپنی بات کہہ کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

''کیوں! آپ کسی کو پسند کرتی ہیں کیا؟'' ریحان اسے اسی انداز میں دیکھتا رہا۔

''نہیں......!''

''پھر......؟''

''میری دو منگنیاں اور ایک نکاح ٹوٹ چکا ہے، ہر جگہ میرے اسکینڈل ہیں، میں ایک اچھی لڑکی نہیں ہوں، بہتر یہ ہے کہ......''

''بہتر یہ ہے کہ دو برے لوگ مل جائیں، میں بھی اچھائی کا دعویٰ نہیں کرتا، کینیڈا، جرمنی میں اکیلا رہا ہوں، میری بھی شہرت اور کردار خاص اچھے نہیں ہیں، میں بھی امی کی وجہ سے شادی کررہا ہوں تاکہ شادی شدہ کہلاؤں اور اپنی مرضی سے زندگی گزاروں۔''

اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر ریحان آفندی اپنی بات کہہ کر دوسری جانب دیکھنے لگا...... سندس منہ کھولے حق دق اسے دیکھ رہی تھی بازی ہی پلٹ گئی تھی۔

''اور تمہیں بھی شوہر کے نام پر تحفظ چاہیے......''

''مجھے کسی تحفظ کی ضرورت نہیں ہے۔'' تناؤ بھرے لہجے میں کہا۔

''اور مجھے بھی بیوی کی خاص ضرورت نہیں ہے۔''

''پھر......؟''

''پھر یہ کہ شادی ہونے دو...... تمہاری پھپھو اور میری والدہ کے سر سے یہ بوجھ اتر جائے گا۔'' اِک اور آکاس بیل وجود میں سر اٹھانے لگی۔ اور اس نے سر جھکالیا۔

ہاں یہ بھی اِک راہ ٹھیک تھی، نہ فیملی بنتی، نہ فیملی بڑھتی، الگ، الگ سمتوں کے مسافر الگ ہی رہتے ہیں...... پھپھو کا بھی مسئلہ حل ہوجاتا...... وجود کی بیل پر ارغوانی زرد پھولوں کی کونپلیں پھوٹنے لگیں۔

''اچھے کی خواہش تو کی ہی نہیں تھی...... تو...تو پھر دل کیوں اداس ہوگیا۔'' اس نے خود سے ہی سوال کیا۔ رات گئے وہ جاگتی رہی...... صبح اس نے پھپھو کو ہاں میں جواب دے دیا تھا۔

پھپھو کے کندھوں کا بوجھ اتر گیا، ان کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔

''دیکھنا تم کتنا خوش رہوگی۔'' ارم نے اسے خوشی سے گھما ڈالا۔

''ہوں......'' اِک زرد سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کرلیا۔

اس کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ اس کے اندر جذبے تو تھے ہی نہیں۔ وہ تو بس اپنی مصروفیات میں مصروف رہتی تھی کسی چیز سے دلچسپی نہیں تھی۔

اس کی امی نے اس کی شادی کے لیے ایک بڑی رقم کا چیک بھیجا...... سندس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ بھلا رقم ماں کی محبت کا بدل ہوسکتی ہے۔ وہ کمی، وہ گھاؤ بھر سکتی ہے۔ وہ کتنی کمزور تھی اندر سے، اس کا قصوروار کون تھا۔ بظاہر اس نے خود پر اخروٹ ایسا خول چڑھا رکھا تھا۔

www.urdupalace.com

اس کی شادی پر بابا خود آئے رسم ادا کرنے باپ بن کر رخصت کیا...... کاش، کاش......! یہ محبت، یہ خیال اس وقت رکھ لیتے جب اس کی ضرورت تھی۔ اب......اب......اس کی نیچر میں بے اعتنائی آ گئی تھی، اس کے اندر محبت کی نمو نہیں ہو سکی تھی۔ مرد اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ ہر مرد اس کے باپ جیسا تھا۔ خود غرض، خود پسند، بے مروت، بدلحاظ اور اپنے لیے جینے والا۔

ریحان اس کی دوسری مثال تھا......اور اس کی زندگی......خالی نظروں سے باپ کی امڈ آنے والی محبت دیکھتی رہی۔ اِک آنسو آنکھ سے نہ نکلا...... ماں، باپ کی محبت میں بہت رو چکی تھی اب صبر آ چکا تھا، صبر بھی قیامت کا......

رخصت ہو کر ریحان کے گھر آ گئی۔ انکل، آنٹی سب نے اس کا بہت اچھا استقبال کیا۔ ان کے انداز سے محبت عیاں تھی اور محبت......محبت اس کے اندر مر گئی تھی۔ محبت اس کی زندگی میں آئی ہی نہیں تھی۔ اس کا بیڈ روم بے حد خوب صورت سجا ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ کمرا، انکل، آنٹی کے جذبے......گلاب کے پھولوں کی مہک، موتیا کے گجرے، اس کا یہ روپ......اس کے دل کی سنگلاخ زمین پر کچھ نمو کر دیتا مگر......سب بیڈ روم سے چلے گئے، سناٹا سا ہر سو پھیلتا جا رہا تھا۔ گہری سانس لے کر وہ بیڈ سے اتری۔

انتظار کس کا تھا، امید کس سے تھی ڈریسنگ کے قد آور آئینے کے آگے رک گئی۔ اتنا سجا سنورا روپ یہ ہار سنگار، چوڑیاں، مہندی، گجرے، یہ سندس تھی۔ ذرا سا آگے ہو کر انگلیوں سے شیشے کی سطح کو چھوا۔ پائل، چوڑیوں کا جلترنگ بجا۔ خود کو آئینے میں دم بخود دیکھتی رہی۔

"اتنا روپ آیا ہے میری بچی پر۔" پھپھو کی آواز سنائی دی۔

"ہائے سندس، ریحان تو گیا، ناز ہو گا اسے اپنی خوش نصیبی پر۔" اس کی آنکھ بھر آئی۔

"خوش نصیبی؟" آئینے کے آگے سے ہٹی...... گھڑیال میں ساڑھے تین بج رہے تھے۔ بعض حقیقتیں ایسی بھی ہوتی ہیں...... دریچے کے آگے ٹھہری، مسحور کن ہوا نے چھو لیا۔ چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ چھوٹے سے ٹیرس پر چاندنی پھیلی تھی......اِک راکنگ چیئر اور ٹیبل پر رکھی تھی۔ چند اخبار اور پانی کا گلاس...... جانے کون، کون اس کی طرح تنہا، اداس اور اکیلا ہو گا۔ ڈریسنگ روم کی جانب اندازے سے بڑھی۔ تبھی بڑی عجلت بھرے انداز سے وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ ٹھٹک کر پردہ تھامے، وہیں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہو......مجھے دیر ہو گئی...... دراصل دوستوں کی وجہ سے۔" اس کے قریب آ کر ٹھہرا۔ "واؤ...... بیوٹی فل......مشرق کی یہ ہی بیوٹی تو مجھے پسند ہے۔ سندرتا۔" دھیرے سے رخسار چھوا۔

"یہ آپ کا گفٹ......" اِک ڈبیا اس کی جانب بڑھائی جو اس نے دھیرے سے تھام لی۔

"مجھے یقین ہے ہم دوستوں کی طرح نئی زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں تا کہ کسی کو ہمارے تعلق پر شک بھی نہ ہو۔ یہ سب لوگ جلد ہی چلے جائیں گے۔" ریحان نے اسے نظروں کے حصار میں رکھا ہوا تھا۔ سندس کی پلکیں جھک گئیں۔

"میں بھی بہت تھک گیا ہوں، چینج کر لیں آپ بھی......" وہ مڑ کر بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھی پیچھے پلٹ گئی۔ اپنے، اپنے رستے پر دور تک اداسی اور بے کیف سی کیفیت تھی، وہ چینج کر کے باہر نکلی تو جہازی سائز بیڈ پر پھولوں کے درمیان تکیہ منہ پر رکھے وہ بے خبر سو رہا تھا۔

دھیرے سے وہ صوفے پر ٹک گئی۔ وہ وعدہ نبھا رہا تھا۔ اسے یقین آ گیا......مرد صرف اپنے لیے جیتا ہے، اس کے ابا کی طرح، سارے جذبے اپنی غرض کے لیے ہوتے ہیں۔ پھر کیسا گلہ......کیسی شکایت یہ سب تو طے تھا ناں......دھیرے سے سر صوفے کی پشت سے ٹکا لیا......جانے بار، بار آنکھیں کیوں بھیگ رہی تھیں۔

www.urdupalace.com

صبح ریحان اٹھا تو وہ بے ترتیب سی صوفے پر لیٹی تھی، کشن سر کے نیچے رکھے۔ پاؤں سمیٹے، سینے پر رکھے اخبار پر اپنا مہندی والا ہاتھ رکھے...... بالوں میں پنیں، چمک موجود تھی۔ ہلکا ہلکا میک اپ چہرے پر موجود تھا۔ گھنیری پلکوں پر مسکارا بھی لگا تھا۔ جانے کیوں ریحان کو اس پر بے انتہا ترس آنے لگا۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ کندھے اچکا کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

کتنے خول خود پر چڑھا رکھے تھے۔ اکیلی تنہا جیتے، جیتے شاید تھک چکی تھی۔ اپنے ماں، باپ کے جرم کی سزا خود کو جانے کب سے دے رہی تھی۔ خوشیاں، خواہشیں خود پر حرام کر لی تھیں۔

''سندس! میرا خود سے وعدہ ہے اس وقت سے جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔ اس سگنل پر جہاں تم اپنی سائیکل روک کر اس چوراہے پر کبوتروں کو دانہ ڈال رہی تھیں۔ تم نے میرے دل میں جگہ بنالی تھی پھر بار ہا میں نے تمہیں دیکھا۔ اکیلا، اداس، بھیڑ میں، لوگوں میں، اکیلے کسی پارک میں، کسی شاپ پر جبھی میں نے سوچ لیا تھا کہ تم سے ہی شادی کرنی ہے، تم دوہری زندگی گزار رہی ہو، تمہیں جینا سکھانا ہے، تمہیں مرد کا اعتبار اور اعتماد دینا ہے۔ تمہاری زندگی میں خوشیوں کا سیندور لگانا ہے۔ دیکھو میری خواہش پوری ہوگئی، تم یہاں میرے گھر میں، میرے بیڈ روم میں آگئی ہو۔'' وہ اسے تکے جا رہا تھا۔

''یہ فاصلے بھی ختم ہو جائیں گے، اس یقین کے ساتھ جو تمہارے اندر پیدا ہوگا کہ ہر مرد تمہارے بابا جیسا خود غرض نہیں ہوتا جو اپنے لیے جیتے ہیں...... کچھ میرے جیسے بھی پاگل، دیوانے ہوتے ہیں، جو دوسروں کے لیے جینا جانتے ہیں، میں اپنے وعدے کو ایفا کروں گا۔ ہمارے درمیان محبت رقص کرے گی، میں زور زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔ مزہ خود سے محبت پیدا ہونے میں ہے۔'' ریحان زیرِ لب مسکرا رہا تھا۔

☆☆☆

ناشتا ان لوگوں نے سب کے ساتھ نیچے ڈائنگ ٹیبل پر ہی کیا...... ارم، انیلا اور سارہ لے کر آئی تھیں ناشتا...... ریحان ہنسی مذاق میں پیش پیش تھا۔

''اس چوڑی دار پاجامے، کُرتے اور کھڑے دوپٹے میں کتنی حسین لگ رہی ہو۔'' سارہ تعریف کر رہی تھی۔ ''ریحان تو پاگل ہو گیا ہوگا۔''

''پاگلوں کے سر پر سینگ تو نہیں ہوتے۔'' سندس سر جھکائے مسکرا رہی تھی۔ ویسے پر پھپو اسے دیکھ کر واری صدقے جا رہی تھیں۔

☆☆☆

''ابھی ایک بیڈ روم میں رہنا ہماری مجبوری ہے۔ ماما، بابا مہمان وغیرہ سب آئے ہوئے ہیں، گھر خالی ہو جائے گا تو میں اپنا بیڈ روم نیچے شفٹ کر لوں گا۔'' وہ الگ رہتا تھا۔

قد آور شیشے کے آگے ریحان کھڑا ٹائی کی ناٹ باندھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سندس خاموشی سے میگزین دیکھ رہی تھی۔ بیڈ روم میں منفرد سی کلون پھیلی ہوئی تھی۔

''تمہاری پرائیوسی متاثر ہوئی ہوگی۔'' آئینے میں اسے دیکھا۔ ''میں چاہتا ہوں کہ ماما، پاپا خوش، خوش جائیں۔ انہیں میری فکر نہ ہو۔'' میگزین سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ جواب رسٹ واچ لگا رہا تھا۔

''ٹھیک لگ رہا ہوں ناں؟'' وہ اس کی جانب گھوما۔

''ہوں......'' وہ مسکرا دی۔

''جب تک ماما، پاپا ہیں ان کو کمپنی دو...... ان کی محبتیں سمیٹو، میرے پیرنٹس بہت اچھے ہیں، ہم سب بہن بھائیوں کی بھرپور تربیت کی ہے انہوں نے کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔''

سندس کے وجود میں سوکھے پتے چرمرانے لگے۔

''تمہیں ان کی گیدرنگ میں مزہ آئے گا۔ دل نہ چاہے بھی تو بھی ان کے درمیان بیٹھنا۔''

''جی......'' یاس نے دل میں سر اٹھایا۔

''اچھا میں چلوں...... آفس سے دیر ہو رہی ہے۔'' بیگ اٹھا کر وہ باہر نکلنے لگا۔

''خدا حافظ......'' سندس خالی نظروں سے اسے

www.urdupalace.com

دیکھنے لگی۔ آج وہ دو دن بعد ہی آفس جانا شروع ہو گیا تھا۔ معلوم نہیں یہ مرد کا کون سا روپ ہے فرشتہ یا بہروپ...... اداسی ہر سو پھیل گئی۔ اوس کی بوندیں کاجل پر پھیل گئیں۔ جل تھل ہونے لگی۔ سیڑھیوں پر شور ہوا...... آنسو چھپانے کے لیے باتھ روم میں بھاگی اور بیسن کا ٹاپ کھول دیا۔

☆☆☆

ساس زہرہ جمال...... اور جمال احمد اس سے خوش تھے...... خاموش، من موہنی، سندر، پیاری، باحیا، با اخلاق، سندس انہیں بہت پسند آ رہی تھی۔ ان کا انتخاب غلط نہ تھا، ریحان کا فیصلہ یونہی تو نہیں تھا۔ کچھ دیکھ کر ہی ہاں کی تھی۔

پھپھو روز فون کرتیں...... ہر دوسرے دن ریحان اسے پھپھو سے ملوانے لے جاتا۔ وہ تو لمحوں کی زندگی جی رہی تھی۔ جمال ہاؤس کے تمام پنچھیوں نے اڑ جانا تھا۔ اس کی زندگی ویسی بے آب و گیا رہتی کچھ لوگ ہوتے ہیں پیدائشی بدقسمت۔ خوشیاں مقدر تھیں نہ دلی سکون، اِک گھر اِک دریچے کا سپنا تو دیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ بھی دوسروں کے لیے جی رہی تھی۔ کھانا خانساماں پکاتا تھا، اس کے ساتھ کھڑی ہو جاتی، تینوں وقت کا کھانا بنواتی، ٹیبل سجاتی، انہیں کمپنی دیتی۔

شام کو سب لاؤنج میں ٹی وی دیکھتے یا لان میں بیٹھ کر باتیں کرتے۔ ریحان کے قہقہے سب سے بلند ہوتے۔

''ریحان ہنی مون کا پروگرام بناؤ بیٹا!'' ماما نے مشورہ دیا۔

''ابھی نہیں ماما، ابھی آپ لوگوں کے ساتھ رہیں گے جب آپ چلے جائیں گے پھر سوچیں گے...... کیوں......؟'' مسکرا کر سندس کو دیکھا۔

''پھر تو بہت وقت گزر جائے گا۔'' ماما مسکرائیں۔

''یہ آپ کی بہو کی مرضی ہے کہ ابھی آپ لوگوں کے ساتھ رہنا ہے۔ بعد میں سوچیں گے۔'' ریحان شرارت سے ہنسا...... سندس اسے دیکھنے لگی۔

ساس، سسر محبت سے اسے دیکھنے لگے۔ کتنی تابعدار محبت کرنے والی بہو ملی تھی انہیں۔

''یہ دُہری زندگی کب تک......!'' رات سوتے ہوئے اس نے بے اختیار سوچا۔

''یار...... والدین کی خوشی کے لیے اگر میں چھوٹے، چھوٹے جھوٹ بول دیتا ہوں تو تم ہرٹ مت ہوا کرو...... یہ ڈوز ان کے لیے ضروری ہے۔'' اپنے بستر پر لیٹا ریحان کہہ رہا تھا۔ وہ آنکھیں موندے کشن منہ پر رکھے سوتی بن گئی۔

''تم جاگ رہی ہو، سنو اِدھر بیڈ پر آ جاؤ، بہت بڑا ہے یہ اور مجھے پھیل کر سونے کی عادت نہیں ہے۔''

''میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے دھیرے سے کہا۔

''مرضی ہے تمہاری۔'' وہ یہ کہہ کر سونے کے لیے لیٹ گیا۔

صبح وہ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر مسکرا دیا۔

''مجھ سے مت ڈرو سندس، میں بہت بے ضرر ہوں اور پھر اِک بات ہمارے درمیان طے بھی تو ہے۔''

''ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' وہ کمرے سے نکل گئی۔

اِک خوف، سراسیمگی، دہشت اس کے چہرے پر تھی۔ ان کے درمیان بہ دستور فاصلہ تھا۔ اپنی توجہ وہ اسے دے رہا تھا، خیال رکھ رہا تھا بظاہر مگر اس کے گرد بنا حصار ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ اس لیے کہ معاہدہ یہی تھا۔

☆☆☆

''کتنے دن ہو گئے تم نے پرندوں کو دانہ نہیں ڈالا۔'' سندس چونک گئی۔ وہ یہ کیا کہہ رہا تھا۔

''میں نے تمہیں اکثر کبوتروں کو دانہ ڈالتے دیکھا تھا۔''

''ظاہر ہے پرندوں کا بھی ہم پر حق ہے۔'' وہ تھوڑی جزبز ہوئی۔

''اب بھی جاتی ہو؟''

''نہیں، اب سائیکلنگ نہیں کرتی، اِدھر چھت پر ہی ڈال دیتی ہوں بہت کبوتر آتے ہیں۔'' ریحان اسے دیکھے گیا۔

www.urdupalace.com

''تمہیں ہم سب کی عادت نہیں ہوئی؟'' ریحان درخت سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

سندس اسے دیکھ کر بائیں جانب دیکھنے لگی۔

''نہیں...... آپ سب لوگ چلے جائیں گے پھر بھی تو مجھے اکیلے ہی رہنا ہے ناں''

''کیا کرو گی پھر؟'' ریحان نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔

''میں نے کچھ سوچا نہیں ہے۔''

''میرے ساتھ چلو گی؟'' دھیرے سے کہا۔

''کہاں؟'' اس نے سر اٹھایا۔

''جرمنی......!''

''میں کیا کروں گی وہاں جا کر آپ کی تو اپنی زندگی ہے ناں یہی تو طے ہے ہمارے درمیان۔''

''اور تم......؟''

''میں بہت حقیقت پسند لڑکی ہوں، سپنوں میں نہیں رہتی، خواب نہیں دیکھتی...... دوسروں کے لیے جیتی ہوں، میں جاب کروں گی اور اِک اولڈ ہوم بناؤں گی یا پھر دارالشفا جیسا کوئی ادارہ، جہاں مستحق لوگوں کی مدد کی جائے۔''

''اپنے دوستوں سے ملواؤ ناں کل......'' اس کی بات سن کر اس نے کہا۔

''میرے دوست...... آپ کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔''

چاندنی اس کے پورے وجود پر پھیلی ہوئی تھی۔ کلائیوں میں موتیے کے گجرے تھے، جو ماما اسے پہناتی تھیں۔ ننھی سی لونگ ناک میں جگمگا رہی تھی۔ کانوں کے ہلتے جلتے آویزے...... کیا اس کے دل میں محبت کی جوت جگانی پڑے گی۔

''چلیں اندر......''

''کیوں......؟''

''ماما، پاپا کو کافی دینی ہے۔''

''میں بھی تو یہاں اکیلا ہوں۔'' لفظ سے زیادہ لہجے کے زیر و بم نے اسے ٹھٹکا دیا۔

''آپ کافی پئیں گے؟''

''ہاں...... اگر ساتھ، ہاٹ کیک ہو......''

دھیرے سے اس نے ہاتھ تھام لیا۔

اس کے اندر کرنٹ دوڑ گیا۔

''شادی کی رنگ پہن کر رکھا کرو...... مجھے اچھا لگے گا اور ممی بھی خوش ہوں گی۔'' اس کی لمبی، لمبی مخروطی انگلیاں ویران تھیں۔

''اچھا......'' دھیرے سے ہاتھ چھڑائے۔

''اندر چلیں......'' ایک قدم پیچھے ہٹی اور جانے لگی۔ ریحان نے ہاتھ بڑھا کر بالوں کا کیچر کھول دیا۔ سیاہ زلفیں شانوں پر بکھر گئیں، وہ بے ساختہ مڑی...... ریحان مسکرا رہا تھا شرارت سے۔

''تمہارے بال بہت خوب صورت ہیں، سلکی، ملائم۔'' مٹھی میں بال لے کر ان کا لمس محسوس کیا۔

''میں ان کی خوشبو محسوس کرلوں؟'' وہ دھیرے سے جھکا اور وہ جھجک کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

''چلیں میں کافی بنا رہی ہوں۔'' وہ کہہ کر اندر بڑھ گئی۔

ریحان خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا...... سنجیدگی سے کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنائیت کی راہ اختیار کرنا چاہ رہا تھا اور وہ دشمنِ جاں گریز کی۔ محبت نمو پا ہی نہیں رہی تھی۔

''سندس......!'' وہ اُدھر ہی پشت پر ہاتھ باندھ کر ٹہلتے ہوئے سوچ گیا۔ دو چار دن بعد ماما، پاپا نے چلے جانا تھا۔ ان کے درمیان تانے بانے ایسے ہی تھے۔ اسٹڈی روم میں بیٹھی وہ ایسے ہی لیپ ٹاپ پر...... سرچنگ کرتی رہی۔

''یہ طے ہے ہمارے درمیان محبت نہیں ہوگی۔ پھر یہ بھی طے ہے یہ شادی، یہ محبت دکھاوا ہے۔ آپ کو اپنی زندگی جینی ہے۔ محبت کی میری زندگی میں بھی گنجائش نہیں تو پھر راستوں کے کوس کیوں گنوں۔ کیوں میں ایسی محبت لوں جو خالص ہے اور نہ میری ہے، ریحان...... مجھے آپ سے توقع تو ہے ہی نہیں،

www.urdupalace.com

ہمارے راستے الگ ہیں، میرے راستے میں یہ کاغذی گلاب کاشت نہ کریں...... کہ میں اپنی زندگی بھی نہ گزار سکوں۔''

رات گزرتی رہی، وہ جانے لیپ ٹاپ پر کیا، کیا کرتی رہی......اچانک مٹی کی خوشبو سانسوں کی دہلیز پر پہنچی تو چونک گئی۔ بارش......

اٹھ کر دریچے سے باہر جھانکا۔ بارش کی بوندیں اوس کی صورت گر رہی تھیں۔ ہلکی، ہلکی پھوار تھی۔ مٹی کی مہک...... موتیا کے پھولوں کے ساتھ ہم رقص تھی۔ ایسے ہی دریچے سے لگ کر باہر دیکھتی رہی۔ جانے کیسی اداسی تھی جو اندر تک اتری جا رہی تھی۔

☆☆☆

اگلے دن چھاجوں مینہ برس رہا تھا۔ اس کے سسر اور ساس نے مل کر پکوڑے بنائے اور وہ ان کا ہاتھ بٹاتی رہی۔ کتنی مکمل اور پُرمحبت زندگی تھی ان کی کیسی ہم آہنگی تھی۔ یہ لگاؤ، یہ انداز، یہ فطری محبت......سندس نے ان کے سب بچوں میں دیکھی تھی۔

''مکمل والدین کے مکمل بچے......!'' اس نے حسرت سے سوچا۔ اس کی طرح نامکمل، محروم اور یاس زدہ نہیں...... بظاہر مسکرا کر محبت بھرے انداز میں انہیں دیکھتی رہی اور شیشے کی دیوار کے پار سے ریحان اسے اس کے انداز کو دیکھتا چونک گیا۔ ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے، دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے مگ گھماتی وہ اس کے دل میں اترتی چلی گئی۔

''کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا۔'' ریحان نے گہری سانس لی۔ ''مگر میں تمہیں مکمل جہاں دینا چاہتا ہوں۔'' گرم، گرم جلیبیاں، سموسے، کچوریاں، رول کا شاپر تھامے سر جھٹک کر شور مچاتا ریحان اندر آ گیا۔

''ماما ابھی تک آپ کے پکوڑے تلے گئے نہ پاپا نے املی کی چٹنی تیار کی......حد ہو گئی سستی کی......''

''تمہارے پاپا سست ہو گئے ہیں، ان سے نہیں بنی املی کی چٹنی' میرے پکوڑے بن گئے ہیں۔''

''بیگم اگر میں جلدی بنا لیتا تو تمہارا اکچن میں ساتھ کون دیتا۔ باہر ساون اور اندر تم......'' اس کے سسر بھرپور انداز سے اس کی ساس کے قریب جھک کر سرگوشی کر رہے تھے۔ اس نے نگاہ چرالی۔

ریحان پلیٹوں میں چیزیں نکال رہا تھا۔

''مجھے پتا نہیں تھا کہ تمہیں اس برستے ساون میں کیا چیز پسند ہے، میں سب ہی کچھ لے آیا۔'' وہ کہہ رہا تھا۔

''ساون! برستی بارش ہم سب کی کمزوری ہے اسے ہم بھرپور انداز میں مناتے ہیں اور اس بار تو کافی عرصے بعد ہم سب اکٹھے منا رہے ہیں۔ ماما، پاپا بہت خوش ہیں۔'' ریحان کہہ رہا تھا۔

سندس نے ٹیبل پر نگاہ کی۔

ساون......اس نے کبھی نہیں منایا۔ اس کی زندگی میں رومانس نہیں تھا۔ وہ تو بس جی رہی تھی۔ اندر سب پکوڑے سموسے کھا لیتے اور وہ بچوں کے ساتھ لان میں کرکٹ کھیلتی رہتی۔

کن من بوندوں کے درمیان وہ اپنی کالونی کی سڑکوں پر سائیکل چلاتی...... گرم، گرم حلوا اور نرم، نرم پوریاں بچ جانے پر اس کے لیے رکھ دی جاتی تھیں۔

اس نے اگر اپنی دنیا الگ بنا لی تھی تو کسی نے اس میں انٹرفیئر نہیں کیا تھا۔ بس پھپھو کی محبت نے اسے سمیٹ رکھا تھا۔

ڈائننگ ٹیبل پر ایک قہقہہ بلند ہوا......وہ حال میں واپس آ گئی۔

ریحان نے لاؤنج کی کھڑکیاں کھول دی تھیں بارش کی پھوار اور نم ہوا اندر آ رہی تھی۔ سب ساون انجوائے کر رہے تھے ان کے چہرے چمک رہے تھے۔

''یار جلدی سے کھا لو پھر باہر لان میں چلتے ہیں۔''

''نہیں بلال لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔''

اس کے ساس سسر مکمل طور پر ساون منانے کے موڈ میں تھے۔ اسے لگا وہ بھی ان کی باتوں پر مسکرا رہی ہے۔

''ہم ساون منانے کہاں چلیں؟'' ریحان اس کی جانب جھکا۔

''برخوردار...... پہلا ساون میاں کی مرضی سے

www.urdupalace.com

ہوتا ہے دوسرا ساون بیگم کی مرضی سے۔'' بلال مصطفیٰ نے سموسے سے انصاف کرتے ہوئے کہا۔

''دلہن یہ اپنے سسر کے ہاتھ کی املی کی چٹنی چکھو......'' اس کی ساس نے اس کی جانب پیالہ بڑھایا۔

''اور تیسرا ساون......'' ریحان ہنس رہا تھا۔

''بچوں کی مرضی سے۔'' لاؤنج میں قہقہہ بلند ہوا۔

''اگر میں اس شخص سے محبت کرلوں...... اس شخص کو اپنے رنگ میں رنگ لوں؟'' جانے کیسا خیال تھا جو گرم، گرم جلیبیاں کھاتے ہوئے ذہن کو چھو گیا۔

''ریحان تمہاری فلائٹ کب کی ہے؟'' پاپا پوچھ رہے تھے۔

''ابھی تو بکنگ نہیں ہوئی پاپا۔

ہم لوگ اگلے ہفتے چلے جائیں گے۔'' بادل زور سے گڑگڑائے اور بارش کی رفتار میں اضافہ ہوگیا۔

''لانگ ڈرائیو کی خواہش چھوڑیں بیگم چلیں لان میں بارش کا مزہ لیں۔ پھر اگلے سال یہ فرصتیں ملیں نہ ملیں۔'' گرم، گرم سموسہ اور کافی کا مگ لے کر وہ دونوں باہر نکل گئے۔

''تم مجھے اتنے غور سے دیکھ رہی تھیں کہ میرا ایمان ڈگمگانے لگا تھا۔'' ریحان نے اسے نظر بھر کر دیکھا۔

''میرے ماما، پاپا میں بے حد انڈر اسٹینڈنگ ہے۔ آئیڈیل ہیں یہ میرے...... اور میں ان کی جیسی زندگی گزارنا چاہتا تھا مگر......'' کہتے، کہتے وہ رک گیا اور دریچے سے باہر برستی بارش دیکھنے لگا۔

سندس اس کی شکل دیکھنے لگی۔

وہ اس شخص کو کیسے چاہ سکتی ہے جو کسی اور راستے کا مسافر ہے۔

''آپ کی راہ میں کوئی رکاوٹ تو نہیں ایسی آئیڈیل زندگی تو اب بھی آپ گزار سکتے ہیں۔ مرد بااختیار ہوتا ہے۔'' سموسہ کترتے ہوئے اس نے کہا۔

''کبھی کبھی مرد بے اختیار بھی ہو جاتا ہے رشتوں کے ہاتھوں۔''

''نہیں......'' دھیرے سے سر اٹھایا۔ ''میں آپ کی راہ کی رکاوٹ نہیں ہوں اور نہ سمجھیے گا۔ یہ ہمارے درمیان طے تھا، آپ آزاد ہیں اور میں آپ کی پابند نہیں ہوں۔''

''تم یہاں اکیلی کیسے رہو گی میرے جانے کے بعد؟''

''مجھے ہاسٹل چھوڑ دیجیے گا اور سب سے کہہ دیجیے گا کہ ہم لوگ جرمنی شفٹ ہو رہے ہیں۔ میرے گزارے کے لیے ایک جاب ہی بہت ہے۔ پھپھو بھی آسودہ اور آپ کے پیرنٹس بھی مطمئن......'' ریحان کو لگا باہر برستا سارا ساون ان سیاہ آنکھوں میں سما گیا ہو۔ جس کے آگے ضبط کے پہرے اور صبر کے چوکیدار تھے۔

''تم کبھی زندگی میں روئی ہو؟'' جانے کیسا سوال تھا جو ریحان نے پوچھ لیا اور سندس اسے دیکھے گئی۔

''ہاں......! جب تک بچپن تھا جب تک روتی تھی اس کے بعد مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں کبھی روئی ہوں، بچے پیرنٹس کے آگے روتے ہیں یا پھر محبت کے ہاتھوں...... اور میری زندگی میں یہ دونوں رشتے ہی نہیں ہیں تو پھر توقع کیسی...... کیسے آنسو......'' وہ مسکرائی۔ یاس کے پیڑ پر زرد ارغوانی کلیاں...... اس کے پس منظر میں برستی بارش......

''ہم بہت اچھے دوست تو بن سکتے ہیں۔''

''نہیں! دوستی محبت کی راہ کی پہلی شرط ہے اور آپ نے واپس جانا ہے اِک نئی زندگی گزارنے کے لیے من پسند من چاہی ایسا نہ ہو یہ دوستی راہ کی رکاوٹ بن جائے۔'' وہ دھیرے سے کھڑی ہوگئی۔

اس کا دھانی دوپٹا اس کے شانوں پر تھا۔ کچھ سے نکلے ہوئے بال کانوں میں جھولتے ہلکے، ہلکے آویزے ہاتھوں کے کنگن......

''چلیں ہم بھی لان میں چلتے ہیں۔''

''اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں؟'' اس کی کلائی تھام لی...... اِک لمحے کو اِک کرنٹ سا دوڑ گیا۔

''نہیں...... ! یہ ممکن نہیں...... اس بوجھ کو اسی مقام پر پڑا رہنے دیں۔ میں اپنی تنہائی سے کبھی تھکتی نہیں ہوں۔ ہر انسان کو من پسند زندگی نہیں ملتی۔''

www.urdupalace.com

دھیرے سے کلائی چھڑانی چاہی۔
''اور تمہاری من پسند زندگی کیا ہے؟'' اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ چند لمحے تک سندس اسے دیکھتی رہی اور پھر واپس بیٹھ گئی۔
''میں زندگی کو گزارتی آئی ہوں، من پسند زندگی کیا ہوتی ہے مجھے نہیں معلوم......''
''تمہاری پھپھو تو کہتی ہیں من موجی ہے جو دل میں آتا ہے کرتی ہے۔'' اِک تلخی نے لبوں کو چھولیا۔
''ہاں وہ ٹھیک کہتی ہیں۔ جب حفاظت کرنے والے نہ ہو، نگہبان نگاہیں نہ ہوں تو پھر اپنی حفاظت کے لیے انسان ایسے ہی ہو جاتا ہے اور لوگ ہاتھ کا میل بنالیا کرتے ہیں، روند کر گزر جاتے ہیں، میں نے خود کو مسلنے نہیں دیا۔ اس لیے سب مجھے مرد مار کہتے ہیں۔'' وہ ہنس دی۔
''تمہاری لڑکوں سے دوستیاں ہیں۔''
''دوستیاں......؟'' اسے کرنٹ سا لگا۔ اِک کرب تھا جس نے ذات کو چھولیا۔
''میں کل آپ کو اپنے دوستوں سے ملواؤں گی۔'' بہ مشکل وہ مسکرائی۔ دل کا کرب چھپا کر مسکرانا کیا ہے کوئی اس کے دل سے پوچھتا۔ ریحان کی اس کے بارے میں سوچ غلط تھی۔ یہ خیال ہی سوہانِ روح تھا۔
''اگر میں تم سے ہی زندگی شروع کردوں......'' کلائی پر گرفت مضبوط ہوگئی۔
''مجھے توقع نہیں ہے، ہمارے درمیان یہ تو طے نہیں......''
''تمام مسودے، تمام مفروضے تہ خاک بھی تو ہوسکتے ہیں۔ محبت کے بغیر انسان جی نہیں سکتا...... من پسند شریکِ سفر من پسند زندگی دیتے ہیں۔''
باہر لان میں کسی بات پر کھلکھلاتے ہوئے اس نے ساس، سسر کو دیکھا۔
''آؤ محبت بڑھالیں۔'' اس کی مٹھی اپنی ہتھیلی پر کھول لی۔

''میرے ساتھ زبردستی مت کریں......زندگی کھیل ہے مگر میری زندگی نہیں، مجھے گھر، دریچے، بچے اِک گھریلو لائف کی خواہش نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ......'' وہ کہتے، کہتے رک گئی۔
ریحان اسے ہمہ تن گوش ہوکر سن رہا تھا۔
''کہ......''
''آپ ادھورے ہوں......'' اور ہاتھ کھینچ لیا۔
''ادھورا مرد ہمیشہ خودترسی کا شکار ہوکر اپنی ذات کی تکمیل چاہتا ہے۔ اس تکمیل کے لیے وہ کتنے رشتوں کا خون کرتا ہے اس بات کی بھی پروا نہیں کرتا......'' اس نے اِک نگاہ اسے دیکھا۔
''اس لیے بہتر یہی ہے کہ من پسند زندگی کا انتخاب کریں، مسکرائیں...... اس راز میں، میں ہمیشہ آپ کا ساتھ دوں گی۔'' ریحان اسے دیکھے گیا۔
اپنی ذات میں اخروٹ ایسی لڑکی...... کیسے ہر در خود پر بند کررکھا تھا۔ خوشیوں کے بغیر رہنا کیسا ہوتا ہے۔ کوئی بھی سندس کو دیکھ کر اندازہ کرسکتا تھا۔ بظاہر مسکراتی، اندر سے بھیگی، حزن زدہ، اماوس کی رات ایسی کوئی ایسے بھی ماں، باپ کے رشتوں کو محسوس کرتا ہے۔

☆☆☆

اگلی صبح وہ پھپو کے گھر آگئی، ریحان صبح اسے چھوڑ گیا تھا۔ اسے ایمبیسی جانا تھا۔ پھپو کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسے دیکھ کر خوش ہوگئیں۔
''تیرے بس جانے کی خوشی مجھے کتنی ہے، تجھے اندازہ ہے۔'' سندس نے ان کے سینے پر سر رکھ لیا۔
''بالکل نہیں......اگر ہوتی تو آپ ٹھیک ہوجاتیں......''
''بڑھاپا......بھی کبھی پلٹا ہے۔''
''آپ پلٹالیں بس، آپ کے شانوں کا بوجھ اتر گیا ہے۔''
''تیرے پھوپا ہوتے تو پلٹا بھی لیتی......ان کے جانے کے بعد تیری محبت نے مجھے زندہ رکھا ہے

www.urdupalace.com

ورنہ تو......"

"آپ لوگوں کی کتنی کامیاب زندگی تھی ناں......؟"

"ہاں......مگر زندگی نے وفا نہ کی...... زندگی کو کامیاب محبت بناتی ہے اور ہمارے درمیان، بہت محبت تھی۔"

"محبت......! بعض لوگ اتنے بدقسمت ہوتے ہیں کہ محبت انہیں چھو کر بھی نہیں گزرتی۔"

"تو اپنی زندگی میں ایسی ہی محبت رکھنا۔" اس نے دوبارہ پھپو کے سینے پر سر رکھ لیا۔

"خالص محبت کی زندگی میں جگہ نہیں، ادھوری، ادھار محبت کی میں قائل نہیں۔" وہ اندر ہی اندر سسکی۔

"سندس......؟" ارم اسے لاؤنج میں لے کر بیٹھی۔ "کیا بات ہے چار ماہ ہو رہے ہیں شادی کو کوئی خوش خبری نہیں۔" ارم ایسی ہی تھی سیدھی بات کرنے والی۔

"میرے ساس، سسر جا رہے ہیں عمرہ کرتے ہوئے۔" اس نے نظر چرا لی۔

"میں اس خوش خبری کی بات نہیں کر رہی۔"

"ہم لوگ بھی جلد ہی جرمنی چلے جائیں گے۔" مسکرا کر اسے دیکھا۔

"خیر سے جاؤ......مگر میں اس خوشخبری کی بھی بات نہیں کر رہی۔"

"پھر؟" حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"ایک سے دو......دو سے تین اور تین سے چار۔"

"پاگل ہو گیا......؟" اس نے اسے پرے دھکیلا۔ "فی الحال ہماری زندگی میں ایسی کوئی خواہش ہے اور نہ ریحان کی مرضی۔"

"بچے زندگی کی رونق ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھتی کہ ریحان ایسے ہیں اور تم......تم تو ہر وقت بچوں میں گھری رہتی تھیں۔"

"یار...... کوئی اور بات کرو...... ہو جائے گا یہ مرحلہ بھی طے اپنے وقت پر۔" اس نے سائڈ میں پڑا میگزین اٹھا لیا۔

اور ارم نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

ارم کو کچھ سکون ملا۔ سندس نے اِک گہری سانس لی۔

شام کو ریحان آ گیا۔ لان میں اِک ہجوم جمع تھا اور ان کے درمیان میں سندس ملکہ بنی بیٹھی تھی۔

بادلوں بھرا موسم تھا کن من، کن من ہو رہی تھی۔

"ان سے ملیں یہ میرے دوست ہیں۔" سندس کھڑی ہوئی لفظ "دوست" پر زور دیتے ہوئے اس کی جانب بڑھی۔

"ریحان سب سے ہاتھ ملانے لگا......وہ سب نو، دس، گیارہ، پندرہ اور سولہ سال تک کی عمر کے بچے اور بچیاں تھیں۔ کرکٹ بلکہ ہر کھیل کے ساتھی تھے۔

"سندس کرکٹ بہت اچھا کھیلتی ہے۔"

"اس کی ہاکی بھی اچھی ہے۔"

"فٹبال کے گول بنانے کا تو کمال ہی ان کا ہے۔"

"ان کا میتھ بہت اچھا ہے۔"

"کمپیوٹر کھیلنا تو ہے مجھے انہوں نے ہی سکھایا ہے۔" ایک، ایک بچہ سندس کی خصوصیت بتا رہا تھا اور سندس سینے پر ہاتھ باندھے معصومیت بھری مسکان چہرے پر سجائے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ریحان سب سے خوش دلی سے ملا۔ سب ہنسی خوشی ...... رخصت ہوئے۔

"آج میں نے اپنے دوستوں سے ملوایا ہے کل کو آپ کچھ اور سمجھ کر مجھ پر کوئی الزام کوئی تہمت نہ لگا دیں۔"

"میں ایسا ہوں؟" ریحان یک بیک اسے دیکھنے لگا۔

"شوہر بن کر انسان بہت کچھ سوچتا ہے۔"

"مگر میں تو صرف تمہارا دوست بننا چاہتا ہوں...... ہاں دوست۔"

"مجھے دوستوں کی کمی نہیں ہے، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ میں ایسا دوست نہیں بنانا چاہتی جو راہ کی رکاوٹ ہو۔" ریحان کرسی پر بیٹھ گیا۔ دلچسپی بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

"میں اتنا برا آدمی نہیں ہوں...... جتنا تم نے سمجھ لیا ہے۔"

"مجھے آپ کی برائی یا اچھائی سے کوئی غرض نہیں

www.urdupalace.com

اوصاف انسان کے اپنے لیے ہوتے ہیں۔''
''ہوں...... تم کبھی، کبھی بہت گہری باتیں کرتی ہو۔''
''آپ چائے لیں گے یا ٹھنڈا......''
''آج لگتا ہے زوروں کی بارش ہوگی، اپنے ملک کے ساون کا تو مزہ ہی اور ہے۔'' سر اٹھا کر وہ آسمان کو دیکھنے لگا۔

سندس اسے دیکھے گئی۔ اپنی توجہ کا ارتکاز محسوس کر کے اس نے سر جھٹکا۔

''میں کچھ لاتی ہوں۔'' وہ اندر کی جانب بڑھی۔

''میں بھی چلتا ہوں۔'' اس کے پیچھے پیش قدمی اور ساتھ، ساتھ چلتے ہوئے اس کا کیچر کھول دیا۔

وہ بے ساختہ مڑی اور مڑتے، مڑتے ریحان سے ٹکرا گئی۔ ریحان نے ہتھیلیوں پر سنبھال لیا۔

''سنبھل کر یار...... موسم ویسے ہی خطرناک ہے۔ اوپر سے یہ کھلی زلفیں......'' شرارت سے اس نے بال بکھرائے۔

''کیوں کیچر کھولا تھا؟'' سنبھل کر آگے بڑھی۔

''اتنا تو حق ہے ناں......''

''حق......'' اس کے ضبط کی طنابیں چٹخنے لگیں۔

مرد جانے کس حق کی بات کرتا ہے، ضرب بھی خود ہی لگاتا ہے تقسیم بھی خود کرتا ہے اور کبھی مسئلہ فیثا غورث کی طرح الجھا بھی دیتا ہے جو طے ہوا تھا...... وہ بھول رہا تھا یا پھر...... وقت کے آگے ہار رہا تھا۔

☆☆☆

کیا اس کا انجام بھی اس کے والدین کی طرح ہوگا۔ الگ، الگ چلنے والے مسافروں کو الگ ہی رہنا ہوتا ہے ندی کے دو کناروں کی طرح۔

اپنی گزشتہ زندگی سے وہ خوش نہیں تھی اور اب ریحان کے کہے نے حرفِ آخر بنا کر مہر لگا دی تو پھر کس طرح سے وہ ...... کچھ اور سوچتی جن کی زندگی میں محبت نہ ہو وہ محبت کو کیسے پھیلا سکتے ہیں۔ اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا ساتھ میں رکھا کافی کا مگ ٹھنڈا ہوگیا۔ آہٹ پر سر اٹھایا تو سامنے ریحان تھا۔

محبتوں، دعاؤں کے
پھول اپنے پیاروں کی نذر

قابلِ احترام پیاری باجی عذرا رسول کے نام
خدا کرے سلامت رہے کسی دعا کی طرح
اِک تو اور دوسرا مسکرانا تیرا
باجی انجم انصار کے نام
ہر لفظ میں محبت ہر لفظ میں دعا
مقروض کر دیا ہے تیرے خلوص نے
سالوں پہ محیط نہیں تجھ سے رشتۂ محبت
جنم جنم کا ساتھ ہے تجھ سے، میری ہر سانس تیرے نام

پیاری مصنفات، شاعرہ، تبصرہ نگار پیاری، پیاری بہنیں، باجیاں، آنٹیاں مستقل سلسلوں کی انچارج، کیوٹ سی عظمیٰ آفاق، پیاری شائستہ زریں، پیاری بہن نزہت اصغر، پیاری بہن صغریٰ زیدی، سوہنی سی آمنہ حماد، محترم آنٹی ذکیہ بلگرامی، محترم باجی اختر شجاعت دنیا کے ہر کونے میں مقیم پاکیزہ بہنوں کے نام......

وابستہ جن کی یادوں سے میرے شام و سحر ہیں
ان پھول جیسے لوگوں کو یا اللہ کبھی اداس نہ کرنا (آمین)

ہری مرچ

☆ کسی شخص کو سگریٹ کی عادت تھی اور ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا تھا اور تنبیہ کی تھی کہ سگریٹ نوشی سے بچنا ہے۔ جب وہ شخص ڈاکٹر کے پاس گیا تو ڈاکٹر نے پوچھا۔ ''امید ہے کہ آپ نے سگریٹ چھوڑ دی ہوگی؟''

مریض: سنا ہے الٹے ہاتھ سے جو بھی کھاؤ شیطان کے پیٹ میں جاتا ہے، اس لیے ہم نے سگریٹ بھی الٹے ہاتھ سے، پیا تاکہ شیطان کے پھیپھڑے ___ خراب ہوں۔''

از: زرین زبیر کوٹھاری، کراچی

www.urdupalace.com

''کون سا مسئلہ ہے جو الجھ گیا ہے۔''
''نہیں تو...... '' وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔
''میں سلجھا دوں......'' وہ آگے جھکا۔
''نہیں......!'' مسکرا کر سر اٹھایا۔ '' میں حل کر لیتی ہوں۔''
''میری مدد......
''کسی اور کے لیے ہے۔'' لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا۔
''وہ کسی تم بھی تو ہو سکتی ہو۔''
سندس کھڑی ہو گئی۔
''تم سے بے حد انسیت محسوس کرنے لگا ہوں۔''
اس نے ہاتھ تھام لیا۔
''آپ کے گھر میں جو رہتی ہوں۔'' ہاتھ کھینچتے ہوئے اس نے جواب دیا۔
''پھر؟'' تحیر بھرے انداز میں دیکھا۔ ریحان کچھ بولتے، بولتے سر جھٹک کر مسکرا دیا۔
''جاؤ......''
اور اپنے بیڈ روم تک جاتے، جاتے سندس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔
''میں کہاں رہتی ہوں، میرا گھر...... ریحان کا انداز...... میری منزل کہاں ہے؟'' ریحان ٹھیک ہی ہنسے تھے۔''

☆☆☆

موسم آج کل ابر آلود ہو رہا تھا۔ کبھی تیز بارش کبھی دھوپ۔ اس بدلتے موسم میں ایک دن ساس، سسر بھی چلے گئے۔ ریحان نے بھی چلے جانا تھا مگر کب......؟ اس نے پوچھا ہی نہیں تھا۔ ایسے حساب کتاب کے سوال ان کے درمیان تھے ہی نہیں۔

ایک بار پھر تنہائی کے دن رات اس کے لیے ہوں گے، لان کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر اس نے آزردگی سے سوچا۔ ''وہاں پھپو کے گھر میں تنہائی...... کی گھڑیاں دوستوں کے درمیان بیت جاتی تھی مگر اب...'' کسی، کسی کے مقدر میں تنہائی ہی کیوں ہوتی ہے؟ اور بھی تو لوگ بغیر ماں، باپ کے رہتے ہیں۔ ان کی زندگی بھی مکمل ہوتی ہے، وہ گھر بھی بناتے ہیں' ان کے بچے بھی ہوتے ہیں اور وہ مکمل خوش و خرم بھی ہوتے ہیں مگر میں کیوں نہیں......'' اس نے برستی پھوار میں اپنی ہتھیلیاں کھول لیں پانی کی ٹھنڈک دل میں اترتی محسوس کرنے لگی۔

''نہیں میں سنبھل جاؤں گی، خود کو اتنا مصروف کر لوں گی کہ بس...... اور جب سارے جذبے تھکاوٹ کی نذر ہوں گے تو کیسا شکوہ کیسا گلہ......'' وہ اداسی سے مسکرا دی۔

☆☆☆

آج کل ریحان صبح جو نکلتا تو رات گئے گھر آتا۔ جانے کہاں مصروف رہتا تھا کوئی پوچھنے والا بھی نہیں تھا۔ روک ٹوک کا رشتہ ان کے درمیان تھا ہی نہیں۔ کبھی، کبھی دل بے ایمان ہونے لگتا مگر ایسے خیالات سختی سے جھٹک دیتی۔

کچھ سالوں بعد اِدھر ہی اس جگہ پر کوئی اور محروم تمنا بچی محو یاس ہوگی جس کی آنکھیں ماں کو تلاش کریں گی، ہر کسی کے باپ میں اپنے باپ کو ڈھونڈیں گی۔ نہیں وہ کبھی ایسی نسل کو جنم نہیں دے گی جو اس کی ممتا کو الزام دے۔ وہ گھٹنوں پر سر رکھے کتنی دیر تک نیر بہاتی رہی کوئی نہیں تھا جو اس کے آنسو پونچھتا۔

روزوں کی آمد تھی۔ اس دفعہ اس نے سوچ لیا تھا پورے روزے رکھے گی۔ اچھا ہے کھانے پینے کی بچت ہوگی، ہاسٹل کا صرف کرایہ دینا ہوگا۔ جتنی بچت ہوگی اس کے لیے بہتر ہوگا۔ ریحان یوں ہی تو مصروف نہیں ہیں۔ اچانک ہی اعلانِ رخصت ہوگا اس نے اِک گہری سانس لی۔ جو چیز طے ہو تو اس کا دکھ کیسا...... پھپھو خوش اس کا گھر بس گیا، اس کے ساس' سسر مطمئن تھے کہ ان کے بیٹے کا گھر آباد ہے۔ یہ دل آباد کب ہے کون جانے...... ظاہر ہے معاہدہ یہی تھا۔

''یہ دل آباد کب تھا سندس بیگم؟'' اندر سے آواز آئی۔ خواہ مخواہ کی اداسی نے گھیر لیا تھا۔ یہ تنہائی اور اکیلا

www.urdupalace.com

پن دن، رات کا کھیل تو اس کے ساتھ تھا۔
''کبھی، کبھی یہ حساس حد سے سوا ہو جاتا ہے کہ ہم کتنے اکیلے ہیں اور تنہائی کے اس سفر میں کوئی ساتھ نہیں، کوئی ساتھ نہیں ہے جبھی تو، تنہائی ہے۔'' وہ لاؤنج میں بیٹھی یہی باتیں سوچ رہی تھی تبھی باہر ہارن بجا۔
وہ کھڑکی سے گیٹ کے اندر آنے والے راستے کی طرف دیکھے گئی یہاں تک کہ اپنے مخصوص انداز میں ہنستا ہوا ریحان اندر آ گیا۔
''تم یہاں...... بادل باہر برسنے کو ہیں۔''
''ہاں مگر مجھے رات کی بارش میں بھیگنا اچھا نہیں لگتا بس محسوس کرنا اچھا لگتا ہے۔''
''اچھا......'' ریحان اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
''اور کیا، کیا محسوس کرتی ہو؟''
''وہ سب، جو میں کر سکتی ہوں۔''
''کبھی تم نے مجھے محسوس کیا؟''
سندس اس کی شکل دیکھنے لگی۔
''یہ ایک مشروط بندھن ہے ایک عہد...... کچھ شرائط کے ساتھ۔''
''آؤ شرائط باطل کر دیں...... عہد توڑ دیں اور اس قنوطیت سے محبت کو مشروط کر لیں۔'' فضا میں بھیگی ہوا کے ساتھ اس کے مخصوص کلون کی خوشبو بھی رقص کرتی چکرانے لگی۔
''کاغذی بندھن امر نہیں ہوتے۔''
''محبت ہر رنگ میں امر ہوتی ہے۔''
''محبت......!'' وہ حیرت زدہ ہوئی۔
''جس سے والدین نے محبت نہیں کی کوئی دوسرا کیونکر کرے گا......'' اس نے دکھ سے سوچا۔
''آپ کے جانے کا کیا ہوا؟'' یک دم موضوع بدل دیا۔
''تمہیں بہت جلدی ہے؟''
''نہیں...... مجھے اپنے ہاسٹل کا انتظام کرنا ہے۔''
''ہوں۔'' وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔
''تم اسی گھر میں رہ لو۔''
''اور لوگوں کو......؟''
''لوگوں کو کچھ بھی بتا دیں گے۔''
''یہ میری زندگی کا سوال ہے، میں کیسے مطمئن کروں گی۔''
''اور تمہاری جاب......؟''
''بن جائے گا کوئی وسیلہ بھی۔'' وہ صوفے سے اٹھنے لگی۔
''دیکھو رمضان شروع ہو رہا ہے، سوچ رہا ہوں اس بار روزے بھی یہیں رکھوں گا اور عید بھی پاکستان میں کروں بہت عرصے بعد یہ موقع ملا ہے اپنے ملک میں۔'' سندس چپ سی ہو گئی۔
''پھر ہم لوگ سیٹس کنفرم کروالیں گے۔''
''ہم لوگ......؟''
''ہاں...... مطلب میں اور میری بیوی......'' اس نے بے نیازی سے کہا۔
ایک چھناکے سے وجود چور، چور ہو گیا۔ بعض اوقات سب کچھ جانتے بوجھتے بھی زخم بہت گہرا محسوس ہوتا ہے۔
''آپ نے شادی کب کی؟''
''بس...... یار اچھی لگی لڑکی...... دل کے قریب تو کر لی۔ ہنی مون ہمارا جرمنی میں ہوگا۔''
''بے حد مبارک ہو۔''
جذب سے اسے دیکھے گیا۔
''تمہیں دکھ ہوا؟'' اس نے اپنی مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔
''کس بات کا......؟''
''میری شادی کا۔''
''نہیں...... یہ تو ہمارے درمیان طے تھا۔''
''تم طے شدہ باتوں کو یاد رکھتی ہو۔''
''ہاں، بعض طے شدہ باتیں زندگی کا حصہ...... زیست کا حاصل ہو جاتی ہیں۔ ہمیں ان کے مطابق زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ اور یہی زندگی کا قانون بن جاتی ہیں؟''
''اور قانون ٹوٹنے کے لیے ہوتے ہیں۔''

www.urdupalace.com

ریحان مسکرایا۔
سندس کی نگاہ اس پر ٹک گئی۔ بے معنی باتیں...... بامعنی لگ رہی تھیں مگر اس کی زندگی اتنی سستی نہیں تھی۔

''مجھے نیند آرہی ہے۔''

''مگر میری نیند تو اڑ گئی ہے۔''

''اپنی بیگم کے پاس جائیں۔''

''ظالم کی شرطیں بڑی کڑی ہیں۔'' وہ ہنس رہا تھا۔

''اچھی شرطوں کو مان لیتے ہیں۔''

''نہ مانوں تو......؟''

''تو زندگی میں ایک کمی رہ جاتی ہے۔''

''تم میری دوست نہیں بن سکتیں۔''

''آپ کی زندگی میں دوستوں کی بھلا کیا کمی......'' وہ صوفے کے قریب لیٹنے کی غرض سے جانے لگی۔ ''مجھ سے اچھے دوست آپ کی زندگی میں ہیں۔''

''مگر تم تو...... تم ہو۔''

اس کے آگے بڑھتے قدم رک گئے۔

''ہاں میں، میں ہوں محرومِ تمنا، مایوس اور سوگوار......'' اس نے دل میں سوچا۔

''سنا تھا تم بہت شوخ و چنچل ہو......'' پھر سوال کر کے روک لیا۔ سندس نے پلٹ کر اسے دیکھا اور جواب دیے بغیر آگے بڑھ گئی۔ ریحان نگاہِ ترحم سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ جتنا وہ اس کے قریب ہونا چاہتا تھا وہ اتنی ہی دور...... اور دور ہو رہی تھی...... اس کی باتوں کو سچ مان لیا تھا۔

''اب اس غلط فہمی کے حصار سے اسے کیسے نکالوں۔'' رات دھیرے، دھیرے گزر رہی تھی۔

☆☆☆

''تم تو، بالکل برعکس ہو اپنی شخصیت کے۔'' کھانا کھاتے ہوئے اسے دیکھا۔

''اچھا...... معلوم نہیں۔''

''اپنے بارے میں اتنی بے خبری اچھی نہیں ہوتی۔''

سندس چپ رہی۔

''جتنا میں تمہیں جان گیا ہوں، اتنا تم نہیں جانتیں۔''

''آپ نے جانا ہے تو فضول...... اور میں جان کر کیا کرتی...... ہم تو بس مسافر لوگ ہیں۔'' وہ برتن سمیٹ کر اٹھنے لگی۔

''چلو سمندر پر چلیں۔'' سندس کھڑے، کھڑے چپ اسے دیکھے گئی۔

''آؤ۔'' وہ ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

''یوں اچانک......''

''ہاں موسم بہت اچھا ہے۔'' نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے ساتھ چلی گئی۔ کتنی دیر تک وہ لوگ ساحلِ سمندر پر ٹہلتے رہے، ڈوبتے سورج کو دیکھتے رہے۔ ریحان بہت دلچسپ باتیں کرتا رہا۔ وہ ہنستی رہی۔ اس کی یادوں میں ایک اچھا دن محفوظ ہو گیا۔

پھر یہ ہوا...... کہ اچانک ہی وہ اسے ہر جگہ لے جانے لگا۔ لانگ ڈرائیو پر...... کھانے پر...... آؤٹنگ کے لیے...... اور شاپنگ کے لیے...... اپنی پسند کی ڈھیروں چیزیں خریدیں مگر اس کے مشورے سے وہ ساتھ، ساتھ کھنچی جاتی۔

☆☆☆

انہی دنوں ایک سوہانِ روح حادثہ ہو گیا۔ پھپو کو زبردست اٹیک ہوا اور وہ گزر گئیں اور وہ ان کے سرہانے بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ وہ اس سے کتنی خوش... خوش گئی تھیں۔'' اتنا ہی خوش ریحان بھی ایک دن چلا جائے گا۔ اللہ نہ کرے...... مطلب ملک سے باہر۔'' اس نے اپنے خیالات کی خود ہی تصحیح کی۔ سارے خول، سارے بندھن، سارے حصار، ساری طنابیں ٹوٹ جائیں گی۔ اِک نئی زندگی جنم لے گی۔ پھپو کے جاتے ہی ہر کوئی اجنبی نظر آرہا تھا۔ ریحان کے ساتھ وہ گھر آگئی تھی۔

اس کی اداسی اور دکھ کو محسوس کرتا ریحان اس کا بہت خیال رکھ رہا تھا۔ پھپو اس کے لیے کیا تھیں ان کے جانے کے بعد اسے احساس ہو رہا تھا۔ اس روز ریحان گھر آیا تو وہ لان کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔ گاڑی سے اتر کر وہ بھی اس کے پہلو میں آبیٹھا۔ اس نے

www.urdupalace.com

چونک کر اسے دیکھا۔
''تم جو ہو، جس طرح سے ہو ویسی ہی زندگی گزارو، جس طرح سے رہنا چاہتی ہو رہو...... سندس۔'' اس نے اپنا بازو اس کے شانے پر پھیلا لیا۔
''خوش رہا کرو ڈیئر!''
''آپ کب واپس جا رہے ہیں۔''
''کیوں، تمہاری خوشی کا تعلق میرے جانے سے ہے؟''
وہ چپ رہی۔
''میں چاہتا ہوں کہ تم اس اداس، خاموش، روتی ہوئی لڑکی کو ہاسٹل شفٹ کر دو...... میں نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ میرے پاپا نے یہ گھر بہت شوق سے بنایا ہے اور ماما اسے آباد دیکھنا چاہتی ہیں۔ میں یہاں اپنی، بیوی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں...... خوشی، خوشی...... بامسرت زندگی۔'' اس نے شانوں پر اپنا دباؤ بڑھایا۔
سندس دھک سے رہ گئی۔
''اس کی خواہش ہے کہ میں تمہیں الگ کر دوں...... مگر میرے لیے یہ ممکن نہیں۔'' ریحان نے اس کے شانے سے بازو ہٹا لیا۔
گویا اس کے سر سے سائبان اٹھ گیا۔
''ابھی تو ابھی تو......''
کتنے لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔
''پھر کب تک......!'' سر گھما کر اسے دیکھا اس سے جملہ پورا نہ ادا ہو سکا۔
''کل شام تک......'' جانے کیسے منہ سے نکلا۔
''ہاں مرد ہر بات بھول سکتا ہے، مرد با اختیار ہوتا ہے۔ سارے قول سے پھر سکتا ہے مگر وعدے تھے ہی کب ہمارے درمیان۔'' وہ دل ہی دل میں طنزیہ ہنسی ہنسی۔ اور دھیرے سے اٹھ گئی۔ زندگی کی سانسیں ٹھٹک گئیں۔ ریحان اسے جاتے دیکھتا رہا...... بادل زور سے گڑگڑائے تھے۔ بارش میں اضافہ ہو گیا۔ مچلتے جذبوں کو دل میں گنتا ریحان بارش دیکھتا اور محسوس کرتا رہا۔

☆☆☆

باہر کسی گاڑی کا ہارن بجا تھا۔
''ریحان میں ہاسٹل جا رہی ہوں، باہر گاڑی آ گئی ہے، یہ ارم کا فون نمبر ہے اول تو میرے متعلق کوئی پوچھے گا نہیں بس ارم کو فون کر کے کہہ دیجیے گا کہ ہم لوگ اچانک جرمنی چلے گئے ہیں۔ اس لیے ملنا نہیں ہو سکا۔ میرے متعلق کچھ مت بتایئے گا۔ میری جاب اگر کسی اور شہر میں ہو جائے گی تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔'' کاغذ کا ٹکڑا اس کی جانب بڑھایا۔
ریحان نے لے کر سرسری سی نگاہ ڈالی اور سائڈ پر رکھ دیا۔
''ٹھیک ہے۔'' چھوٹا سا ہینڈ کیری بیگ گھسیٹ کر سندس کمرے سے باہر نکلی۔ لمحہ بھر کو رکی ہوئی سانس خارج کی۔
''یہ کمرا، یہ گھر سب پرایا تھا...... سب پرایا ہے۔'' چار سو نگاہ کی۔ اسی لمحے وہ پلٹی اور بیڈ سائڈ ٹیبل پر رکھا چھوٹا سا فریم جس میں ان دونوں کی شادی کی تصویر تھی، یہ فریم اسے بھی بہت پسند تھا۔ فریم اٹھا کر وہ آگے بڑھی ہی تھی کہ دوسرے لمحے مائی فیئر لیڈی کی چارمنگ خوشبو اس پر برس پڑی۔ خوشبو کی پھوار مسلسل برس رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ گھبراہٹ میں وہ ریحان سے ٹکرائی۔ ریحان نے پورا پرفیوم اس پر ختم کر دیا۔
''صد شکر کہ تم اس بے رنگ و بو کی لڑکی کو اس کمرے سے باہر چھوڑ آئیں، اس خوش شکل سی لڑکی کو میں خود ہی خود میں رنگ لوں گا۔ زبردستی ہی سہی۔ محبتیں زبردستی بھی اپنا آپ منوا لیتی ہیں۔'' ریحان نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ سندس بھونچکی سی رہ گئی۔
''سنو نادان لڑکی...... تم نے پھپھو کو ڈاج دینا تھا، شادی نہیں کرنا تھی، اس لیے میں نے خود کو برا بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا...... اور میں اتنا بھی برا نہیں ہوں جتنا تم نے سمجھ لیا تھا۔'' اس نے اسے سامنے کیا۔
اس نے ڈرتے، ڈرتے آنکھیں کھولیں۔
''اگر اتنا ہی برا ہوتا تو گزرے ماہ و شب میں

www.urdupalace.com

تمہیں تسخیر نہ کر لیتا۔'' سندس دم بخود تھی۔

''ہاں میں نے ہر جگہ تمہارا پیچھا کیا ہے۔ کبھی کسی سگنل پر، کبھی کسی چوراہے پر...... کبوتروں کو دانہ ڈالتی...... یونہی اپنی سوچوں میں گم فٹ پاتھ پر چلتی لڑکی، کسی پارک میں سنگی بینچ پر بیٹھی۔ بچوں کو دیکھتی، کبھی کرکٹ کھیلتی...... کبھی سر پھرے لڑکوں سے لڑتی...... ان کا سر پھاڑتی۔'' سندس کی پلکیں رخساروں پر ڈھلک گئیں۔ باہر بادل زور سے گرجے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ اِک ساون اندر بھی برسنے لگا۔

''مائی فیئر لیڈی...... میں تم پر سے زرد آنچل ہٹا کر شوخ رنگوں کے دھانی رنگوں سے تمہیں ڈھک دینا چاہتا تھا۔'' اس کے بال کھل کر شانوں پر بکھر گئے۔

ریحان محبت کی سرگوشی کرتا اسے ازسرِ نو زندگی کی نوید مسرت دے رہا تھا۔

''یہ ضروری نہیں ہوتا جانِ ریحان...... کہ ہم سدا اپنے والدین کو سامنے رکھ کر زندگی گزاریں...... ہاں ان کی زندگی خوشگوار ہے ضرور ورنہ......''

''میری محبت تمہیں مضبوط ماں بھی تو بنا سکتی ہے۔ تم کیوں خوفزدہ ہو۔'' سندس بھل بھل رو رہی تھی۔

اس شخص کو اس نے کتنا غلط سمجھا تھا۔ یہ تو...... یہ تو......

''بس یار...... پہلے اداسی سے اور اب آنسوؤں سے مجھے مارو گی۔'' دھیرے سے چہرہ اٹھایا۔ مسلسل رونے نے اس کی آنکھوں کو متورم کر دیا تھا۔

''محبت کی ابتدا ہی تم سے کی ہے۔ وہ الگ بات کہ خاموش محبت...... میں جانتا ہوں تمہیں لفظوں پر نہیں پریکٹیکل پر اعتبار ہے۔ آزمائش شرط ہے۔'' دھیرے سے اپنی ہتھیلیوں پر اس کے آنسو سمیٹ لیے۔ وہ بہ مشکل مسکرائی۔

''چراغ تلے اندھیرا رہتا ہے۔ جب تک دوسرا چراغ روشنی نہ کرے۔'' یقین اس کے اندر اتر رہا تھا۔ دھیرے سے ریحان کے شانے پر سر رکھ دیا۔

باہر بارش کا شور اپنے عروج پر تھا۔ بادل گرج، گرج کر برس رہے تھے۔ اندر محبت کا نزول...... کسی تحفے کے مانند سندس پر ہو رہا تھا۔

پہلی محبت، پہلی چاہت، پہلی بارش، پہلا احساس، یقین بن کر وجود میں اتر گیا تھا۔

''آپ کی بیوی؟'' بے اختیار بھیگی پلکوں کے ساتھ سر اٹھایا۔

''تم ہوناں......!'' انگلی سے رخسار چھوا۔

''اور میرا ہاسٹل!''

''وہاں وہ لڑکی رہے گی جو بے رنگ و بو کی ہے اور جس کا سامان تم اس کمرے سے باہر رکھ آئی ہو۔'' وہ شوخی سے ہنسا۔

خوشبوؤں کی طرح میری ہر سانس میں
پیار اپنا بسانے کا وعدہ کرو
رنگ جتنے تمہاری محبت کے ہیں
میرے دل میں چھپانے کا وعدہ کرو

''سنو......! میرے بغیر تم زندگی گزار لیتیں میری تصویر کے سہارے...... وہ تصویر مجھے بہت پسند ہے جس فریم کو تم نے چرا کر اپنے بیگ میں رکھ لیا ہے۔''

ریحان نے اس کے بیگ سے فریم نکال کر سامنے رکھا...... سندس شرمندہ ہوگئی۔

''اس فریم کو اسی طرح دیکھنا چاہتا ہوں ہمیشہ تمہارے ساتھ......'' اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر ہتھیلی پر ٹھوڑی ٹکا کر اس نے فریم کو دیکھا...... سندس کی نگاہ بھی فریم پر پڑی۔

آئینے میں ان کا عکس جھلملا رہا تھا۔

سندس محجوب سی ہو کر مسکرا دی اور دل سے نثار ہوتے اس شخص کی محبت پر ایمان لے آئی۔ محبت جو کبھی نہیں مرتی...... مرجائے تو ازسرِ نو زندہ ہوتی ہے۔

باہر موسم اور اندر محبت کا جوبن عروج پر تھا......

ست رنگی برسات اس بار محبت میں ڈوب آئی تھی......

اب فرار ممکن نہیں تھا۔ سندس اس دہلیزِ محبت پر سجدہ ریز ہوگئی۔ اس کے دل کی زمین بھی تو صدیوں سے محبت کی پیاسی تھی۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com